ترجمہ اور تفسیر قرآن میں

سرسید احمد خان کا حصہ

محمد رضاء الکریم

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ النسہ، راجشاہی یونیورسٹی

ترجمہ اور تفسیر قرآن میں برصغیر کا حصہ:

برصغیر سے عربوں کے تعلقات بہت قدیم ہیں۔ اسلام کی آمد سے بہت پہلے یہاں عرب لوگ تجارتی غرض سے آیا کرتے تھے[۱]۔ اسلام کی آمد کے بعد بھی یہ تعلقات برقرار رہے۔ جب برصغیر مسلمانوں کی قیادت میں آیا تو یہاں مختلف مما لک کے بہت سے لوگ آکر بس گئے جس میں عرب، ایران، افغانستان اور ترکستان کے لوگوں کی تعداد سب سے زیادہ تھی۔[۲]

یہ لوگ عربی کے علاوہ فارسی اور دوسری زبان خاص کر اردو زبان میں قرآن مجید کو سمجھنے اور سمجھانے کی کوشش کرتے رہے۔ چونکہ عربی زبان ایک مذہبی زبان ہے اس لئے برصغیر میں جتنی قدیم التفسیر پائی جاتی ہیں ان کا زیادہ تر حصہ عربی زبان میں ہے۔ ذیل میں چند اہم عربی تفسیر کا مختصر تعارف پیش کیا گیا ہے۔

۱۔ ''کاشف الحقائق وقاموس الدقائق''

اس تفسیر کے مصنف محمد بن احمد گراتی ہیں۔ (۸۲۱/۱۴۱۸) یہ صوفیانہ رنگ میں لکھی ہوئی ایک قدیم ترین نادر تفسیر ہے۔ جس میں شریعت اور عربیت پر زور دیا گیا ہے اس کی عبارت نہایت مختصر اور آسان ہے۔ اس تفسیر کا صرف ایک ہی قلمی نسخہ ایشیا ٹِک سوسائٹی بنگال کی لائبریری میں موجود ہے[۳]

۲۔ تفسیر ملتفط:

سید محمد گیسودراز کی ایک نادر تفسیر ہے۔(۸۲۸ہجری/۱۴۲۴ء) تفسیر ملتقط بھی صوفیانہ رنگ کے علاوہ گیسودراز کی علمی قابلیت کا بھی پتہ چلتا ہے اس تفسیر کا ایک حصہ لکھنؤ کے ناصریہ کتب خانے میں موجود ہے۔[۴]

۳۔تفسیر الرحمٰن وتیسر المنان :

یہ تفسیر علی ابن احمد مہائمی نے ۸۳۵ہجری / ۱۴۳۱) میں لکھی علامہ مہائمی بڑے عالم اور کامل ولی تھے ان کے متعلق ایک بات مشہور ہے کہ وہ حضرت خضر علیہ السلام کے شاگرد تھے۔ ۵ اس تفسیر کی سب سے بڑی خوبی اس کا ربط آیات ہے۔ انہوں نے اس تفسیر میں تمام آیات قرآنی کو بڑی مضبوطی سے مربوط کیا ہے۔

۴۔تفسیر منبع عیون المعانی:

اس تفسیر کے مصنف شیخ مبارک (۱۰۰۱ہجری/ ۱۵۹۲ء) ہے یہ تفسیر پانچ جلدوں میں تقریباً تین ہزار صفحات پر مشتمل ہے اس کا صرف ایک قلمی نسخہ لکھنؤ میں سید تقی کے کتب خانے میں موجود ہے۔ اس تفسیر کی اہم خوبی یہ ہے کہ اس میں مصنف کے حالات اور اس دور کے اہم واقعات کا تذکرہ نہایت دل چسپ انداز میں کیا گیا ہے ۔ اس کے علاوہ اس تفسیر میں علوم قرآنی پر بحث کی گئی ہے۔ اس تفسیر میں مصنف کے علمی اور ادبی رنگ کے ساتھ صوفیانہ رنگ بھی اجاگر ہوا ہے۔ ۶

۵۔سواطع الہام:

یہ غیر منقوط الفاظ میں لکھی ہوئی ایک نادر تفسیر ہے۔ اس تفسیر کے مصنف کا نام فیضی (۱۰۰۴ ہجری / ۱۵۹۵ء) ہے اس تفسیر سے مصنف کی غیر معمولی علمی قابلیت کا پتہ چلتا ہے اس سے پہلے اس قسم کی تفسیر دنیا میں کہیں بھی نظر نہیں آئی۔ ۷ اس تفسیر سے عربی زبان کی حیرت انگیز وسعت اور فیضی کی غیر معمولی انشاپردازی کا ثبوت ملتا ہے۔

۶۔تفسیر مظہری:

اس تفسیر کے مصنف کا نام قاضی ثناء اللہ پانی پتی (۱۲۲۵ہجری/ ۱۸۱۰ء) ہے۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی دہلی کے مشہور درویش اور اردو ادب کے مایہ ناز شاعر مرزا مظہر جان جاناں ۸ کے خاص شاگرد اور مرید تھے۔ اس تفسیر میں قرآن مجید کی صوری اور معنوی خوبیاں بیان کرنے کے ساتھ ساتھ دوسرے محاسن پر بھی روشنی ڈالی گئی ۔ اس تفسیر سے مصنف کے عالمانہ اور صوفیانہ انداز کا پتہ چلتا ہے برصغیر کی اہم تفسیروں میں یہ بھی شامل ہے۔ ۹

۷۔تفسیر القرآن بکلام الرحمٰن:

یہ مولانا ثناء اللہ امرتسری کی ایک مشہور تفسیر ہے۔ اس تفسیر کی زبان واضح نہیں ۔ حدیث اور قرآن کی دوسری آیات کی مدد سے یہ تفسیر لکھی گئی ہے۔ ۱۰

۸۔ نظام القرآن وتاویل القرآن:

یہ مولانا حمید الدین فراہی کی ایک نامکمل مشہور تفسیر ہے۔ واضح ہو کہ مولانا فراہی اس دور کے ایک بڑے عالم تھے۔ ۱۱

مذکورہ بالا تفسیر وں کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ برصغیر کے علماء کو ہمیشہ قرآن مجید سے بڑی دلچسپی رہی جس کا سلسلہ آج تک جاری ہے مذکورہ بالا تفسیر وں کے علاوہ ہندوستان میں اور بھی بہت سی نادر اور بیش بہا تفسیر القرآن پائی جاتی ہیں۔ جن کے مصنف ہندوستانی ہیں اور تفسیر کی زبان بھی ہندوستانی یعنی اردو ہے۔ اردو ہندستانی زبانوں میں سب سے کم زبان ہے اس کے باوجود یہ زبان تمام ہندوستانیوں کے نزدیک بڑی مقبول اور بے حد عزیز ہے۔

خاص کر مسلمانوں کی سرپرستی پا کر اس کی مقبولیت دگنی ہوگئی۔ چونکہ قرآن شریف مسلمانوں کی سب سے بڑی مذہبی کتاب ہے اور اسلام کی بنیاد بھی اسی قرآن شریف پر مبنی ہے اس لئے اکابر اسلام شروع ہی سے قرآن مجید کی تعلیمات کو عام لوگوں تک پہنچانے میں ہمیشہ کوشاں رہے۔ اب تک برصغیر میں قرآن مجید کے جتنے ترجمے اور تفسیریں پائی جاتی ہیں ان میں اردو زبان کے ترجمے کی تعداد سب سے زیادہ ہے ۔ اردو میں ایک ہزار سے زیادہ قرآن مجید سے متعلق کتابین اور رسالے پائے جاتے ہیں۔ ان ترجموں میں قرآن مجید کے ترجمے تفسیریں، اصول تفسیریں ،تجوید ، تعلیمات قرآن ، احکام قرآن، قصص قرآن، اعجاز قرآن ، علوم قرآن ، خواص قرآن ، فضائل قرآن، ناسخ منسوخ معارف قرآن ، مباحث قرآن ، تاریخ جمع وترتیب قرآن ، تاریخ مفسرین وغیرہ شامل ہیں۔ ۱۲ خیال کیا جاتا ہے کہ اب تک اردو میں ساڑھے سات سو کتابیں قرآن مجید کے متعلق لکھی گئی ہیں۔ ان میں اکثر ترجمے اور تفسیریں ہیں۔ ۱۳ ان ترجموں اور تفسیروں میں سے چند کتابوں کا مختصر تعارف اور ان کا انداز بیان اور نمونے ملاحظہ فرمائیں۔

۹۔ تفسیر مرادیہ: اس تفسیر کے مصنف کا نام شاہ مراد اللہ انصاری ہیں۔ مولانا موصوف نے اس تفسیر میں صرف قرآن مجید کے آخری پارہ کی تفسیر کی ہے۔ انہوں نے یہ تفسیر ۱۱۸۰ ہجری (۱۷۷۱ء) میں تصنیف کی تھی ۱۴ مفسریں کا خیال ہے کہ تاریخ کے رو سے یہ قرآن شریف کا پہلا

ترجمہ ہے جس کے بارے میں مولانا انصاری خود کہتے ہیں۔

'' خدا نے اپنے فضل وکرم سے اور حضرت نبی کریمؐ کے طفیل سے عم پارے کی تفسیر ہندی زبان میں کروادی ۔ یہ تفسیر محرم کے مہینے کی چوبیس تاریخ جمعہ کے دن گیارہ سو چوراسی ہجری ۱۱۸۴ سال تمام ہوکر پچاسی سال کے شروع میں مکمل ہوئی ۔۱۵ یہ تفسیر ۱۲/۲۷/۱۸۳۱ء میں ہگلی ضلع میں شائع ہوئی۔ اس تفسیر کا انداز بیان اچھا ہے۔ زبان بھی سلیس اور سادہ ہے۔ تفسیر کا نمونہ مندرجہ ذیل ہے۔

'' سب تعریف اللہ کو ہے جو صاحب سارے جہاں کا بہت مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔

مالک انصاف کے دن کا ہے تجھی کو ہم بندگی کریں اور تجھی سے مدد چاہئیں ۔۱۶

۱۰۔ ترجمہ۔ شاہ عبد القادر : شاہ عبد القادر شاہ ولی اللہ ۱۷ کے صاحب زادے تھے ماہرین کا خیال ہے کہ شاہ عبد القادرؒ پہلے شخص ہیں جنہوں نے سب سے پہلے پورے قرآن مجید کا ترجمہ کیا تھا سید سلیمان ندوی ۱۸ نے شاہ عبد القادر کے ترجمے کی بے حد تعریف کی وہ فرماتے ہیں کہ۔

شاہ عبد القادر کے ترجمہ اور حواشی کی خوبی کا اصل اندازہ وہی لگا سکتا ہے جس نے خود قرآن پاک کے سمجھنے کی تھوڑی کوشش کی ہے ۔ اس ترجمہ کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں تمام قرآن مجید کا ترجمہ تحت اللفظ میں کیا گیا ہے ۔ اس ترجمہ کا نمونہ یہ ہیں۔

'' رحم والا مالک انصاف کے دن کا تجھی کی بندگی کریں اور تجھی سے مدد چاہیں۔

۱۱۔ ترجمہ شاہ رفیع الدین:

شاہ رفیع الدین ۱۹ شاہ عبد القادر کے بڑے بھائی ہیں۔ یہ ترجمہ ان کے شاگرد سید نجف علی نے کیا تھا یہ بھی لفظی ترجمہ ہے اس کی زبان سادہ اور عام فہم ہے اسی وجہ سے یہ ترجمہ لوگوں میں بہت مقبول ہوئی۔ اس ترجمہ کا نمونہ حسب ذیل ہے'' سب تعریف واسطے اللہ کے پروردگار عالموں کا بخشش کرنے والا مہربان خداوند دن جزاء تھا تجھی کو عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی مدد چاہتے ہیں۔ ۲۰

۱۲۔ ترجمہ شاہ حقانی : یہ ایک غیر مطبوعہ تفسیر ہے۔ سید شاہ حقانی رحمت اللہ علیہ نے ۱۲۰۲ ہجری مطابق ۱۷۸۷ء میں لکھی تھی واضح ہو کہ اس دور میں تین اور ترجمہ کا پتہ چلتا ہے جو غیر مطبوعہ ہیں۔ شاہ حقانی کا ترجمہ نمونہ حسب ذیل ہیں رنج میں نہ ڈالے گا خدائے تعالیٰ کسی کو مگر موافق

طاقت اس کی کہ اس کو ہے جو عمل کیا اور اوپر اس جو گناہ کیا اسے پرودگار میرے عذاب مت پکڑ تو یہ پر بھول جاؤں یا خطا کروں۔ ۲۱

۱۳۔ ترجمۂ شریف خان:

یہ شریف خان دہلوی کا ایک اہم ترجمہ ہے شریف خان دہلوی نے یہ ترجمے ۱۲۱۶ہجری/۱۸۰۱ء میں شاہ عبد القادر کے ترجمہ کے مقابلے میں لکھا تھا اس ترجمہ کی زبان شاہ عبد القادر کے ترجمے سے زیادہ صاف اور آسان ہے۔ داستان تاریخ اردو (محمد احمد خان) نے اس کا پتہ لگایا گیا ہے نمونہ کلام حسب ذیل ہے۔

میں ہوا اللہ بہت جاننے والا وہ کتاب کہ اگلی کتابوں میں وعدہ اترنے کا کیا گیا تھا یہ کتاب کامل ہے یعنی قرآن کہ کچھ شبہ نہیں ہے بیچ اس کے اللہ کی طرف سے آنے میں راہ دکھا نے والی'' پرہیزگاروں کو شرک سے اور گناہوں سے ۲۲

۱۴۔ ترجمہ امانت اللہ:

یہ فورٹ ولیم کالج ۲۳ کے منشی مولوی امانت اللہ شیدا کا ایک بہترین ترجمہ ہے۔ یہ ترجمہ ۱۲۱۸/ ۱۸۰۳ء میں کیا گیا اس ترجمہ کا ایک قلمی نسخہ ایشیا ٹیک سوسائٹی آف بنگال میں موجود ہے اس ترجمہ کی تیاری میں مولوی امانت اللہ کی جنہوں نے مدد کی تھی ان میں فورٹ ولیم کالج کے منشی میر بہادر علی حسینی ۲۴ اور کاظم علی جوان ۲۵ کے نام نہایت قابل ذکر ہیں۔ یہ ترجمہ فورٹ ولیم کالج کے پرنسپل ڈاکٹر جان گلکرسٹ کی فرمائش پر لکھا گیا۔۲۶ اس کی دو جلدیں ہیں جن کے اوراق کی تعداد ۵۵۵ ہیں پہلی جلد میں پندرہ پاروں کا ترجمہ ہے اور دوسری جلد میں باقی پندرہ پاروں کا ترجمہ ہے۔ اس ترجمے کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں لمبی سورتوں کا ترجمہ صاف اور ستھرہ ہے۔ الفاظ بھی موزوں اور مناسب ہیں مگر اس میں کہیں کہیں تذکیر اور تانیث کی غلطیاں نظر آتی ہیں ترجمے کا نمونہ حسب ذیل ہے۔

'' اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ بے شک خدا تمہیں فرماتا ہے کہ ایک گائے ذبح کرو۔ بولے کہ کیا تم ہم سے ٹھٹھا کرتے ہو۔ پناہ چاہتا ہوں میں خدا سے کہ جاہلوں میں نہ ہو ۵ بولے کہ ہمارے واسطے اپنے پروردگار سے سوال کر کہ ہم سے ایان کرے کہ وہ کیا ہے تحقیق کہ وہ

ایک گائے ہے نہ بوڑھی ہو نہ جوان بین بین اس کے ۔ ط۔ پس کرو جو حکم کے گئے ہو۔ کہنے لگے ہمارے واسطے اپنے پروردگار سے سوال کرتا کہ ہمیں اس کا کیا رنگ ہے۔ط۔ وہ کہتا ہے کہ وہ ایک زردگائے ہے نہایت زرد ہے رنگ اس کا خوش کرتی ہے دیکھنے والوں کو۔'' ۲۷

۱۵۔ ترجمہ ڈپٹی نذیر احمد

ڈپٹی احمد اردو ادب کے عناصر خمسہ میں سے ہیں اردو ادب وزبان کی تاریخ میں ان کو اہم مرتبہ حاصل ہے۔ ۲۸

اردو ادب کو فروغ دینے کے لئے قرآن مجید کا ترجمہ بھی اردو زبان ہی میں کرنے پر زور دیتے تھے ۔ ان کے ترجمہ کی زبان نہایت شستہ سلیس اور ادبی ہوتی تھی ۔ ڈپٹی نذیر احمد ترجمے میں خالص دہلی کی ٹکسالی زبان استعمال کرتے تھے ۔مگر یہ ٹکسالی زبان بعضوں کے نزدیک ناپسند تھی ان کے ترجمہ ان کے ترجمہ کا نمونہ حسب ذیل ہے۔

'ہرطرح کی تعریف خدا ہی کو (سزاوار) ہے جوم تمام پروردگار ہے نہایت رحم والا مہربان، روز جزاء کا حاکم (اے خدا) ہم تری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں'' ۲۹

اردو ترجمہ اور ترجمہ تفسیر نگاری میں سرسید احمد خان کا درجہ

سر سید احمد خان کی متعدد تحریر اور تفسیر کے مطالعہ سے اس زمانے کے مسلم سماج کی جو تصویر ہمارے سامنے آتی ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس زمانے میں مسلمانوں کے حالات بڑی نازک تھی لوگوں میں ترقی کرنے کی جدوجہد بالکل فوت ہوگئی تھی سنہ ۱۸۵۷ء کے واقعات نے ان حالات کو اور بھی نہ گفتہ کردیا تھا ۔ انگریزوں کی دور اندیش پالیسی اور مسلمانوں کی کم علمی کے باعث انہیں پر میدان میں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا نتیجے میں مذہبی امور میں بڑی بے اعتدالیاں اور کوتاہی پیدا ہوگئی تھیں۔ برصغیر کے مسلمانوں میں مذہبی امور کی ادائیگی محض رسمی اور نمائشی ہوگی تھی تلاوت قرآن صرف برکت کے لئے کی جاتی تھی اس پر عمل کرنے کی ضرورت کا احساس نہ تھا تعلیمی امور میں بھی مسلمان بہت پیچھے رہ گئے تھے۔ رسمی تعلیم کے سوا جدید علوم وفنون خاص کرکے انگریزی زبان اور سائنس کی تعلیم کی طرف ان کا کوئی خیال نہ تھا ان کاموں میں جو آگے بڑھنا چاہتے تھے انہیں بھی اچھی نظروں سے نہیں دیکھا جاتا تھا اور ان پر عیسائیت عقلیت ، پسندی ، الحاد وغیرہ الزامات عائد کرنے میں بھی کوتاہی نہیں کرتے تھے۔

سرسید بڑے حساس ، دردمند ، ذہین اور بیدار مغز انسان تھے ان کو اپنی قوم کے حالات سے بہت تشویش تھی قوم کی اصلاح ترقی اور بہبودی کو انہوں نے اپنی زندگی کا مشن بنالیا تھا انہوں نے دو باتوں کی طرف سب سے زیادہ توجہ دی اول قوم کی انگریزی زبان اور علوم جدید کی طرف مائل کرنا اور دوسرے ان کو مذہب کی سچائی اور حقیقت سمجھانا مگر ان کا یہ کام آسان نہ تھا تاہم وہ اپنے فیصلے پر اٹل رہے اور ساری زندگی اس پر صرف کردی جس کے بارے میں وہ خود کہتے ہیں۔

'' قوم کیا دنیا کی باتوں میں اور کیا دین کی باتوں میں، ایسے تاریک گڑھے میں پڑی تھی کہ ادھر ادھر کی چیزیں تو درکنار وہ اس گڑھے کو بھی نہ دیکھ سکتی تھی جس میں وپ پڑی تھی ۔ میرا دل آخر دل ہی تھا پتھر نہ تھا جو پگھلتا ۔ ایک مدت تک اس غم مین پڑا رہا۔ سوچتا رہا کہ کیا کیجئے اخر یہ سوچا کہ کچھ کرنا بہتر ہے کرو جو کچھ کرسکو ہو یا نہ ہو اس بات پر دل ٹھان لیا ہمت نے ساتھ دیا اور صبر نے سہارا دیا اور اپنی قوم کی بھلائی میں مصروف ہوگیا۔ ۳۰

سرسید کا پختہ یقین تھا کہ اگر مسلمان اپنی تنزلی کا احساس نہ کرے اور زمانے کے ساتھ ساتھ قدم ملا کر نہ چلے ،تو ترقی کرنا تو دور کی بات ہے۔ وہ اپنی موجودہ حیثیت کو بھی برقرار نہ رکھ سکیں گے اس خیال میں وہ ہمیشہ بے چین رہتے تھے ۔ اور یہ بے چینی ان کی تحریروں میں نظر آتی ہے ۔ چونکہ وہ عالی دماغ خیال ، پاک دل اور روشن ضمیر انسان تھے، اس لئے ان کے دل میں ہمیشہ خدا پر بھروسہ اور رسول کی محبت تھی۔ وہ اسلام کو تمام مذہبوں میں سب سے سچا مذہب خیال کرتے تھے۔ اس خیال میں وہ اٹل رہے جیسا کہ وہ کہتے ہیں۔

ایک ایک شخص جو اسلام کے دائرہ میں داخل ہے وہ سب مل کر مسلمانوں کی ایک قوم کہلاتے ہیں۔ وہ اپنے عزیز مذہب کے پیرو اور پابند ہوتبھی تک وہ قوم ہیں ۔ یاد رکھو کہ اسلام جس پر تم کو جینا ہے اور جس پر تم کو مرنا ہے اسے قائم رکھنے سے تمہاری قوم قوم ہے۔ اس کو قائم رکھ کر ترقی کرنا قوی مسوی ہے۔ اس سے قومی ترقی ہوگی قوم کی عزت ہوگی اور آنے والی نسلیں بھی اس سے فائدہ اٹھائیں گی۔'' ۳۱

سرسید نے اپنے تحریروں سے مسلمانوں کو بہت فائدہ پہنچایا اور بہت سے شک وشبہات کا ازالہ کیا۔ کی عام تحریروں میں ان کی تفسیر نگاری سب سے زیادہ اہمیت کی حامل ہے ۔ ان کی تفسیر نگاری کا مقصد وہ نہ تھا جو بعد میں لوگوں نے ان کی طرف منسوب کیا تھا۔ انہوں نے اپنی تفسیر نگاری

کے کا مقصد'' التحریر فی اصول التفسیر'' میں واضح کر دیا ہے ۔ ان کی تفسیر نگاری کا مقصد یہ ہے کہ اسلام کے تمام اصول وضوابط عقل کی مطابق ہو اور قرآن مجید میں کوئی ایسی بات نہ ہو جو عقل انسانی کے خلاف ہو۔ ان کا ذہنی عقیدہ بھی یہی تھا کہ خدا ایک ہے جو ازل سے اور ابد تک رہے گا۔ ۳۲ وہی ساری دنیا کا خالق اور تمام کائنات کا صانع ہے۔ خدا کا کلام اور اسکے رسول کا کلام خلاف حقیقت ۔ خلاف عقل اور خلاف واقع نہیں ہوسکتا قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور اس کی تمام باتیں سچی اور درست ہیں۔ رسول کے سوا کوئی بھی انسان ایسا نہیں جس کا کلام قابل قبول ہو۔ ۳۳

سرسید مذہبی تقلید کے قائل نہ تھے۔ وہ ہر چیز کو غور وفکر سے دیکھتے تھے اور دوسرے لوگوں کو بھی سوچنے کے دعوت دیتے قرآن مجید کے بارے میں ان کا خیال تھا کہ قرآن مجید خدائے تعالیٰ نے اپنے آخری نبیؐ نازل کیا۔ اس کی تفسیر اس طرح ہونی چاہئے کہ جب تک دنیا قائم ہے اس سے ہر قسم کے مسائل حل کئے جائیں۔ قرآن مجید کی سب سے بڑی افادیت اہمیت اور اعجاز یہی ہے کہ نازل ہونے کے بعد سے اب تک جتنے مسائل اور مشکلات پیدا ہو رہے ہیں ام کو تفسیر سے حل کیا جائے۔ اس کے علاوہ تفسیر دینی اور دنیاوی مسائل حل کرنے کا ایک معیار ثابت ہوا ہے۔ وہ کہتے تھے کہ رسولؐ ،صحابۂ کرام ، اور تابعین نے قرآن مجید کی تفسیر حالات مسائل اور زمانے کے تقاضوں کو سامنے رکھ کر آیات قرآن کی توضیح کی کیونکہ زمانہ کبھی ایک ہی حالت میں نہیں ٹھہرتا ۔حالات بھی ہمیشہ گردیش دوران میں پلٹتے رہتے یں۔ اس وجہ سے لوگوں کو اس بات کی ضرورت محسوس ہوئی کہ اسلام اور قرآن کو ان حالت سے ہم آہنگ رکھا جائے تنگ نظر عیسائیوں نے اسلام پر بے شمار اعتراضات عائد کئے تھے اور ہمیشہ اسلام کو دنیا سے مٹادینے کی کوشش میں لگے رہے تھے۔ سرسید احمد خان نے ان عیسائیوں کا مقابلہ کیا اور جدید علوم کی روشنی میں اپنے مسائل کو پر اثر اور پرزور انداز سے پیش کیا اور اسلام کی عظمت کو بلند کیا وہ نہیں چاہتے تھے کہ کوئی بھی قرآن مجید پر یہ اعتراض کرے کہ اس میں جو باتیں بیان کی گئی ہیں وہ بعید از عقل یا نظام قدرت کے خلاف ہو۔ وہ کہتے ہیں۔

'' حقیقت یہ ہے کہ تم نے خدا کے عفت جس عظمت کے وہ لائق ہے۔ اپنے دل پر نفس کا لحجر بن گئی ہے۔ اس لئے تمہاری رائے یا تمہارا دل اور تمہارا ایمان ڈانواں ڈول ہوتا ہے تمام خیالات کو دل سے محو کر کے یہ سچا اور دلی یقین کرلو کہ خدا سچا ہے اور قرآن اس کلام بھی بالکل سچا ہے تو تم

میں اس قسم شبہات ہرگز پیدا ہوگے۔ ۳۴؎

سر سید احمد خان کی تفسیر نگاری کا ایک اصول یہ بھی ہے کہ ان کے سامنے دو چیزیں موجود ہیں ایک ورک آف گاڈWork of godاور دوسرا ورک آف گاڈ(Work of god)ان کا کہنا ہے کہ خدا کا کلام اور خدا کے الفاظ بھی مختلف نہیں ہو سکتے۔ ورک آف گاڈ کائنات کی صورت میں اور ورک آف گاڈ قرآن مجید کی شکل میں ہمارے پاس موجود ہیں۔ لہٰذا ان دونوں میں اتحاد پایا جانا ضروری ہے۔۳۵؎

خدا نے بھی قرآن مجید میں سوچنے سمجھنے اور غوروفکر کی دعوت دی ہے۔ اور کسی بات کو آنکھ بند کر کے تقلید کرنے سے منع کیا ہے۔ اسی وجہ سے وہ کہتے ہیں کہ خدا کے کلام کو دیو اور پری کے قصے مت بناؤ ورنہ اسلام کی عزت برباد ہوجائیگی۔ غرض سر سید کی تفسیر میں بہت سی ایسی باتیں ہیں کہ عام مفسروں کی تفسیر وں میں نہیں ملتی ہیں۔ سر سید نے اپنی تفسیر میں اس قسم کے بہت مذہبی امور کے مسائل کو عقلی طور پر حل کرنے کی کوشش کی اس لئے اس کی غلطی ہونا غیر متوقع نہیں تاہم یہ بات ہم یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ انہوں نے برسوں کے بوسیدہ انداز سے الگ ہٹ کر ایک نئی راہ پیدا کی اور لوگوں کو جدید دور کے تقاضوں کی حقیقت کو نہ صرف مسلمانوں بلکہ غیر مسلموں میں بھی زیادہ محکم اور پائدار بنایا جائے مختصر لفظوں میں کہاجاسکتا ہے کہ عام طور پر ہماری زندگی میں جوخرابیاں پیش آتی ہیں۔ انہیں دور کرنے کی غرض سے انہوں نے قرآن مجید کی تفسیر نگاری شروع کی تھی۔ مگر افسوس کی بات یہ ہے کہ نصف قرآن کی تفسیر ختم ہونے سے پہلے ہی انہوں نے انتقال فرمایا۔

سر سید احمد خان کے ترجمہ اور تفسیر پر تبصرہ

تفسیر القرآن سر سید احمد خان کی آخر عمر کی یادگار ہے ۱۸۷۶ء میں سرکاری ملازمت سے سبکدوش ہونے کے بعد انہوں نے یہ تفسیر نگاری شروع کی۔ ۳۶؎ ان کی یہ تفسیر چھ حصوں پر مشتمل ہے پہلا حصہ ۱۸۰۰ء میں دوسرا ۱۸۰۲ء میں تیسرا حصہ ۱۸۸۵ء میں چوتھا حصہ ۱۸۸۸ء میں پانچواں حصہ ۱۸۹۲ء میں اور چھٹا حصہ ۱۸۸۵ء میں علی گڑھ ''انسٹیٹیوٹ پریس'' سے شائع ہوا۔ البتہ ان کی موت کے بعد ۱۹۰۵ء میں اس تفسیر کا ساتواں حصہ علی گڑھ مقید عالم پریس سے شائع ہوا تھا۔ ۳۷؎
ان کی تفسیروں کا مختصر تعارف اور نمونہ کلام حسب ذیل ہے۔

پہلا حصہ۔ اس حصہ میں سورۂ فاتحہ اور سورۂ بقرہ کا ترجمہ اور تفسیر ہے اس کے علاوہ دعا اور

دعا قبول ہونے کے متعلق بیانات حروف مقطعہ کی تفسیر۔ جبر واختیار وحی، الہام ،موت،جنت ، دوزخ، فرشتہ، اور غیر اسلامی امور پر محققانہ بحث کی گئی ہے پہلے حصہ کا نمونہ کلام حسب ذیل ہے۔

الم یہ سورہ ان انتیس سورتوں میں سے ہے جس کو خود خدائے تعالیٰ کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ یہ صرف مقطعات کے نام ہیں جو سورتوں کی ابتداء میں آتے ہیں ۔ اور جو سورتوں باہم کسی مناسبت رکھتی ہیں۔ ان کے ایک ہی نام مقرر کے ہیں۔ اب یہاں غور طلب ہیں۔ ایک یہ کہ انہیں انتیس سورتوں کا نام مقرر کرنے کا کیا سبب ہے؟ دوسرے یہ کہ حروف مقطعات سے کیوں ان کے نام مقرر کئے ہیں۔ ۳۸؎

حصہ دوم : حصہ دوم میں سورۂ آل عمران، سورۃ النساء سورہ مائدہ کا ترجمہ اور تفسیر کی گئی ہے۔ اسی حصہ میں کافروں کے ساتھ دوستی مریم کے پاس رزق کا آنا حضرت عیسیٰ کے بغیر باپ کا ہونا حضرت عیسیٰ کا آسمان پر چلے جانا ، بدر کے لڑائی میں فرشتوں کا اترنا شہیدوں کو مردہ سمجھنا وغیرہ مسائل پر تحقیقات بحث کی گئی ہے۔ ان کے علاوہ نکاح متعہ ، ہابیل اور قابیل کی قربانی ، چوروں کے ہاتھ کاٹنا ، وغیرہ پر بھی تحقیقانہ بحث کی گئی ہے۔

دوسرے حصے کا نمونہ کلام حسب ذیل ہیں۔

’’اے لوگوڈرو اپنے پروردگار سے جس نے پیدا کیا تم کو ایک جان اور پیدا کیا اس کا جوڑا اور پھیلائے دونوں سے بہت سے مراد اور عورتیں‘‘

تفسیر کا نمونہ:

یتامی جمع الجمع ہے یتیم کی اور یتیم اس کو کہتے ہیں کہ جس کا باپ مرگیا ہو۔ یعنی سرپرست سے تنہا رہ گیا ہو ۔ یہ لفظ لڑکوں پر اور لڑکیوں پر اور جس عورتوں کا نکاح ہونے سے پہلے باپ وفات پاچکے ہو اطلاق ہوتا ہے گو کہ وہ جوان ہوگئی ہوں۔ ۳۹؎

تیسرا حصہ:

تیسرے حصہ میں سورۂ انعام اور سورۃ الاعراف کا ترجمہ اور تفسیر کی گئی علاوہ ازیں اس حصے میں معجزہ ، کراماً کاتبین ، لفظ کن فیکون ،حضرت ابراہیم کا باپ ، نبوت ، میزان ، روح ،موت کے بعد دوبارہ زندہ ہونا، آخرت، قیامت ۔ عرش ، قوم عاد وثمود، حضرت شعیب ، من والسلویٰ ، وغیرہ موضوعات پر تفصیل سے بحث کی گئی ہے۔

ترجمہ کا نمونہ:

سب بڑائیاں خدا کے لئے ہیں۔ جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو اور بنایا اندھیروں اور نور کو پھر جو کافر ہوئے برابر کرتے ہیں ۔ (اصنام کو) اپنے پروردگار''

تفسیر کا نمونہ:

(الحمد للّٰہ الذی) ان تمام سورۂ میں مکہ کے لوگ زیادہ تر مخاطب ہیں مشرکین ، عرب خدا کو جانتے تھے مگر بتوں کو خدا کی برابر کرتے تھے اور خدا کے مانند بتوں پرستش کرتے تھے۔ ۴۰

چوتھا حصہ:

اس حصے میں سورۂ انفال سورۂ توبہ، سورۂ یونس کا ترجمہ اور تفسیر کی گئی اس حصے میں حضرت محمدؐ کی لڑائیوں پر تفصیل سے بحث کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ غنیمت کے مال پر بھی بحث کی گئی ہے۔

نمونہ کلام:

جو مال لڑائی سے ہاتھ لگے اس کو انفال کہتے ہیں۔

اس سو میں بدکا ذکر ہے، جنگ بدر کا واقعہ پر مخالفین اسلام نے بہت کچھ الزام لگائے ہیں۔ ۴۱

پانچواں حصہ: پانچویں حصے میں سورہ ہود، سورہ یوسف ، سورہ رعد، سورہ ابراہیم ، سورہ حجر، اور سورہ النحل کا ترجمہ اور تفسیر کی گئی ۔ اس حصے میں حضرت نوح علیہ السلام کا طوفان ، حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قصہ ، حضرت لوط علیہ السلام کا قصہ اور حضرت یوسف علیہ السلام کے خواب کی تحقیق کما واقعہ جس کی پیدائش اور ناسخ منسوخ پر عالمانہ بحث کی گئی اس قصے کا نمونہ کلام یہ ہے۔

الرٰ: یہ کتاب ہے کہ مستحکم کی گئی ہیں اس کی آیتیں مفصل کی گئی ہیں حکمت والے کو پاس سے۔ ۴۲

چھٹا حصہ: چھٹے حصہ میں سورۂ بنی اسرائیل پر جامع مانع بحث کی گئی ۔ اس حصے میں معراج شق صدر النبی کے بارے میں پھر بحث کی گئی ہے۔ اس حصے کا نمونہ یہ ہے۔

معراج کے متعلق حدیثوں اور روایتوں میں جس قدر اختلاف ہے غالبا اور کسی امر میں اس قدر اختلاف نہ ہوگا۔ اس اختلافات کا بیان کرنا اور ان کی تصحیح کرنا سب سے مقدم امر ہے۔ اور اس لئے ہم اس امر کر معہ ان اختلافات کے جداجدا بیان کرتے ہیں ۴۳

خاتمہ:

غرض سر سید احمد خان کے تفسیر لکھنے کا پہلا مسلم نوجوانوں کو مغربی فلسفہ اور سائنس سے واقف کرانا تھا، تا کہ ہر نوجوان مسلمان اسلام کے ہر عقیدہ اور قانون کو عقل کے موافق سمجھ سکے۔ اس مقصد کو مد نظر رکھ کر اس تفسیر کے ذریعہ انہوں نے برصغیر میں جدید علم کلام کی بنیاد رکھی اور اسلام کے ہر عقیدے، قانون حکم اور قصے کو عقل کے مطابق ثابت کیا۔ اسلام کے جو امور عقل کے مطابق ثابت نہ ہوسکے اسے باہر نکال دیا اس تفسیر سے وہ یہ ثابت کرنے میں کامیاب ہوئے تھے کہ اسلام کا کوئی مسئلہ عقل کے خلاف نہیں ہے۔ ۴۴

مگر سر سید کا یہ نقطہ نظر ہندوستان کے تنگ نظر علماء کے پاس قابل قبول نہ ہوا۔ اس کے باوجود افکار دینی کے نقطۂ نظر سے اگر انصاف کیا جائے تو ریہ تفسیر ایک انقلاب آفرین تفسیر ثابت ہوگی۔

سر سید احمد خان کے ترجمہ اور تفسیر کی زبان نہایت مربوط ہے۔ اس میں مذہبی وعلمی اصطلاحات کی وہ بھر مار نہیں جو عام طور پر کلاسیکل تفسیروں کی خصوصیت بن چکی تھی۔ آخر میں سر سید کی اس تفسیر پر علامہ شبلی نعمانی نے جو رائے پیش کی تھی اس کا کچھ حصہ پیش ہے۔

زمانہ جانتا ہے کہ مجھ کو سر سید کے مذہبی مسائل سے سخت اختلاف تھا اور میں ان کے بہت سے عقائد اور خیالات کو غلط سمجھتا تھا تا ہم اس سے مجھے کبھی انکار نہ سکا کہ ان مسائل کو سر سید نے جس طرح اردو زبان میں ادا کیا ہے کوئی اور شخص ادا نہیں کرسکتا۔ ۴۵

کتابیات:

۱۔محمد سلیم قدوائی، علوم اسلامیہ اور ہندوستانی علماء علی گڑھ مسلم یونیورسٹی ۱۹۹۱ء، ص ۔ ۲۷

۲۔ ایضاً، ص ۔ ۲۸

۳۔ایضاً، ص ۲۹

۴۔ایضاً، ص ۲۹

۵۔ایضاً، ص ۲۹

۶۔ایضاً، ص ۳۰

۷۔ایضاً، ص ۳۰

۸۔مرزا مظہر جان جاناں کا اصل نام مرزا جان جاناں اور مظہر کا تخلص تھا۔ ان کے باپ کا نام مرزا جان تھا۔ ۱۶۹۹ء میں وہ کالا باغ علاقے میں پیدا ہوئے تھے۔ وہ تین برس تک مدرسوں، اور خانقاہوں میں زندگی بسر کی۔ وہ بڑے صوفی

منش شخص تھے اور ایک اعلیٰ درجے کے اردو ادب کے مشہور تھے۔ ۱۷۷۰ء میں وہ وفات پا چکے تھے ملاحظہ ہو۔ ڈاکٹر سید اعجاز حسین۔مختصر تاریخ ادب اردو دہلی اور کتاب گھر ۱۹۶۴ء، ص۔ ۵۳

۹۔محمد سلیم قدوائی ، مذکورہ بالا ،ص۔ ۳۱،۳۰

۱۰۔ ایضاً ،ص ۔ ۳۱،۳۰

۱۱۔ ایضاً ،ص ۔ ۳۱۔ ۳۰

۱۲۔ایضاً،ص۔ ۳۵

۱۳۔ایضاً،ص۔ ۳۶

۱۴۔ایضاً،ص ۔ ۳۶

۱۵۔ ایضاً ،ص۔ ۳۶

۱۶۔ شاہ ولی اللہ ۱۸۷۳ء میں پیدا ہوئے یہ زمانہ مذہبی علمی اصلاح اورتجدید کا زمانہ تھا۔ شاہ ولی اللہ کے والد کا نام شاہ عبدالرحیم تھا۔ شاہ ولی اللہ نے شاہ عبدالرحیم کے گھر ہی میں تعلیم پاتی تھی شاہ ولی اللہ کے تین بیٹے تھے اور تینوں مفسرین کی حیثیت سے مشہور تھے۔ ملاحظہ ہو شیخ محمد اکرم ردوکوثر دہلی: ادبی دنیا ۱۹۹۱ء ،ص۔ ۵۳۴۔۵۳۸

۱۷۔ سید سلیمان ندوی بھارت کے ضلع پٹنہ میں ۱۸۸۴ء میں پیداہوئے وہ عربی اور فارسی کے جید عالم تھے علامہ شبلی نعمانی کے خاص شاگرد تھے۔ اس کے علاوہ وہ اردو لسانیات کے ایک زبردست ادیب تھے تقسیم ملک کے بعد وہ پاکستان چلے گئے تھے اور وہیں ۱۹۵۳ء انتقال فرمایا ارض القرآن ، حیات شبلی رحمت عالم وغیرہ ان کی مشہور کتابیں ہیں ملاحظہ ہو عظیم الحق جنیدی ، اردو کی تاریخ علی گڑھ ایجوکیشنل بک ہاؤس ۱۹۹۴ء،ص۔ ۲۶۱

۱۹۔شاہ رفیع الدین مولانا شاہ ولی اللہ کے دوسرے صاحب زادے ہیں وہ بھی باپ کی طرح نہایت جید عالم تھے۔ ان کا دوسرا بڑا کارنامہ موضح القرآن ہے۔

ملاحظہ ہو رام بابوسکسینہ، مترجم تاریخ ادب اردولکھنؤ : نول کشور پریس ۱۹۲۹ء ،ص ۔۱۶ حصۂ نثر

۲۰۔محمد سلیم قدوائی ، مذکورہ بالا،ص۔۳۷

۲۱۔ ایضاً ،ص ۔۳۷

۲۲۔ایضاً ،ص ۔۳۷۔۳۸

۲۳۔فورٹ ولیم کالج ایسٹ انڈیا۔ کمپنی کا ایک تعلیم گاہ۔ یہ کالج ۱۰ جولائی۔ ۱۸۰۰ء میں قائم کیا گیا تھا۔ اس کالج کے قیام کا مقصد انگریز افسروں کو ہندوستانی زبان سکھانا تھا۔ ملاحظہ ہو۔ ڈاکٹر عبیدہ بیگم فورٹ ولیم کالج کی ادبی خدمات ، لکھنؤ ۔ نصرت پبلی کیشنز۔ ۱۹۸۳ئص۔ ۱۳

۲۴۔میر بہادر علی حسینی فورٹ ولیم کالج کے میر منشی تھے ان کی مشہور کتاب ''اخلاق ہندی'' ہے ملاحظہ ہو۔ ڈاکٹر عبیدہ بیگم مذکورہ بالا۴۷۹۔۴۷۸

۲۵۔ کاظم علی جوان دہلی کے باشندے تھے اور لکھنو یں رہتے تھے ۱۸۰۰ء میں وہ کلکتہ آئے اور فورٹ ولیم کالج میں

منسلک ہوگئے تھے۔ ترجمے ''تاریخ فرشتہ اور شکنتلا ناٹک ان کی مشہور تصانیف ہے۔ ملاحظہ ہو عظیم الحق جنید، مذکورہ بالا ص۔ ۱۹۴۔ ۱۹۰

۲۶۔ ڈاکٹر عبیدہ بیگم، مذکورہ بالا۔ص ۔ ۴۳۳

۲۷۔ایضاً ۔ص ۔۴۳۹

۲۸۔ڈپٹی نذیر احمد دہلی کالج کے تعلیم یافتہ تھے وہ ایک اعلیٰ درجہ کے زباں داں، مترجم، مقرر، عالم دین اور ناول نگار کی حیثیت سے مشہور تھے ملاحظہ ہو ڈاکٹر سید عبد اللہ، سید عبد اللہ، سر سید احمد خان اور ان کے نامور رفقاء اسلام آباد قومی زبان پریس۔ ۱۹۸۶ء، ص ۲۰۵

۲۹۔محمد سلیم قدوائی مذکورہ بالا۔ص ۔۳۹

۳۰۔ایضاً ،ص۔۳۹۔ ۱۳۳۔ ۱۳۲

۳۱۔خواجہ الطاف حسین حالی، حیات جاوید، لاہور اکاڈیمی۔ ۱۹۵۷ء جلد دوم ،ص ۵۵

۳۲۔سر سید احمد خان۔ التحریر فی اصول التفسیر لاہور ناول کشور اسٹیم پریس ۱۹۱۳ء، ص ۔ ۱۹

۳۳۔سلیم قدوائی مذکورہ بالا ،ص ۱۳۴

۳۴۔مولانا اسماعیل پانی پتی۔ ، مرتبہ مقالات سر سید، لاہور، مجلس ترقی ادب، ۱۹۶۱ء جلد دوم، ص۔ ۲۰۹

۳۵۔ سر سید احمد خان ، مذکورہ بالا، ص ۔ ۶

۳۶۔ ڈاکٹر مشتاق احمد، سر سید کی نثری خدمات ،علی گڑھ ایجوکیشنل بک ہاؤس ۱۹۹۳، ص۔۱۰۰

۳۷۔ایضاً ،ص ۱۰۰

۳۸۔ ملاحظہ ہو سر سید احمد خان۔تفسیر القرآن ، لاہور: ناول کشور پریس تاریخ ندارد۔ حصہ اول

۳۹۔ ملاحظہ ہو، سر سید احمد خان ،تفسیر القرآن جلد سوم ،ص ۔ ۱

۴۰۔ ملاحظہ ہو سر سید احمد خان، تفسیر القرآن جلد سوم ،ص۔ ۱

۴۱۔ملاحظہ ہو سر سید احمد خان۔تسیر القرآن جلد چہارم ،ص۔ ۱

۴۲۔ ملاحظہ ہو سر سید احمد خان۔تفسیر القرآن جلد پنجم، ص۔ ۱

۴۳۔ملاحظہ ہو سر سید احمد خان ،تفسیر القرآن جلد ششم ،ص۔۱

۴۴۔ڈاکٹر مشتاق احمد ، مذکورہ بالا، ص۔ ۱۰۱۔ ۱۰۰

۴۵۔ ایضاً ،ص ۔۱۰۱۔ ۱۰۰۔ اور شبلی نعمانی ، مقالات شبلی ، اعظم گڑھ: معارف پریس ،جلد دوم ۔ ۱۹۳۸۔ص ۶۴